ایران کے انقلابی شاعر عشقی کی ایک نظم کا تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد اقبال ثاقب، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ فارسی، جی سی یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر محمد ہارون قادر، پروفیسر وصدر شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Mirzadeh Ishqi is a renowned Iranian poet who transcends the geographical frontiers and advocates the welfare of all eastern nations living under the influence of the West.He boldly makes the announcement that the sun heralding a bright future for mankind will rise from the East and not from the West.In this poem Ishqi has criticized the western colonial system according to which the natives were enslaved on the basis of ethnicity.

سیّد رضا میر زادۂ عشقی (متولد ۱۲۷۲ ھجری خورشیدی، ہمدان)[۱] ایران کا وہ بے باک شاعر ہے۔ جس نے اپنی ایک طویل نظم ''خیرگی بنگر'' (بیہودگی دیکھو) میں اپنی وطن دوستی کی سرحدوں کو عالمِ مشرق تک پھیلا دیا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ انسان کی بھلائی کا سورج مغرب کی بجائے مشرق سے طلوع ہوگا۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی نظم کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ نظم کا پورا فارسی متن اردو ترجمے کے ساتھ مقالے کے آخر میں درج ہے۔ عشقی کی عمر جب بیس سال تک پہنچی تو دنیا میں پہلی جنگ عظیم کا سانحہ رونما ہوا[۲]۔ اس سانحے کے پیچھے مغربی دنیا میں پروان چڑھنے والے مادیّت اور قومیّت کے وہ جدید نظریات تھے جنھوں نے ایک غیر منصافانہ نوآبادیاتی نظام کو جنم دیا۔ ''خیرگی بنگر'' کے ابتدائی حصے میں۔ عشقی نے مغرب کے اس نوآبادیاتی نظام کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے، جس میں مقامی آبادیوں کو محکوم بنایا گیا اور نئی دنیا میں نسلی بنیاد پر غلامی کو رواج دیا گیا[۳]۔

مغربی دنیا میں مادیّت پرستی کے نظریے کا خالق لیونارڈو ڈی ونچی (۱۴۵۲۔۱۵۱۹) ہے جس نے کہا تھا کہ ''وہ دماغی علوم جنہیں حواس نے قبول نہ کیا ہو، محض لاحاصل ہیں اور ان سے کوئی صداقت، سوائے مضّرت کے حاصل نہیں ہوتی۔'' جب کہ مذہبی تہذیب میں خیالات کو ہی خیر اور صدق تک رسائی کا ذریعہ سمجھا

جاتا ہے اور جسم اس کے نزدیک گناہ آلود کمزوری کا ذریعہ ہے[۴]۔ اسی طرح قومیّت کے نظریے کو مغربی دنیا نے پسماندہ ممالک کے استحصال کے لیے استعمال کیا۔ ایک مغربی مفکرّ فرانسیس کوکر قمطراز ہے'' بعض قوم پرست اہل قلم دعویٰ کرتے ہیں کہ آزادانہ زندگی بسر کرنے کا حق دنیا کی صرف ترقی یافتہ قوموں کو ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک بڑی قوم یہ استحقاق رکھتی ہے کہ ہر اس چیز کی مزاحمت کرے جس سے اس کے ایسے مفاد پر زد پڑتی ہو جو اس کی خودمختارانہ زندگی اور خوشحالی کے لیے خاص اہمیت رکھتے ہیں[۵]۔'' مغربی دنیا میں جدید '' پیشگی حملوں'' (Pre-emptive Strikes) کی بنیاد مادّیت اور قومیّت کے انہی نظریات پر ہے۔ عشقی کہتا ہے:

ای گروہ پاکِ مشرق، ہند و ایران ترک و چین
بر سرِ مشرق زمین شد جنگ در مغرب زمین

(ترجمہ) اے سر زمین مشرق کے ہندوستانی، ایرانی، ترک، اور چینی باشندو۔ مشرق کی سر زمین کے لیے مغرب میں جنگ ہو رہی ہے۔

عشقی مغربی دنیا میں مادّیت کی خیرہ کر دینے والی چکا چوند کے بعد مشرقی دنیا پر ایک نگاہ ڈالتا ہے جہاں معرفت کا ماہ کامل پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے اور انسانوں کے دلوں کے گہرے سمندروں میں مدّ و جزر برپا کر رہا ہے۔ معرفت ہی وہ نکتہ ہے جو مشرق اور مغرب کے درمیان خطِ فاصل ہے۔ آیئے علم اور معرفت کے اس نکتے کو سمجھنے کے لئے ساتویں صدی ہجری کے قونیہ میں چلتے ہیں جہاں محی الدین عبدالقادر کی روایت کے مطابق مولانا روم اپنے حُبّہ و دستار کے ساتھ اپنے گھر میں کچھ طلبا سے محو خطاب ہیں اور ان کے ارد گرد کتابوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ ایک شخص اندر داخل ہوا اور آہستگی کے ساتھ ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ پھر اچانک اس نے مولانا رومی سے کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ بظاہر اس نامعقول سوال پر برافروختہ ہو کر مولانا نے جواب دیا کہ یہ وہ ہے جسے تم نہیں جانتے۔ اس جواب کے بعد مولانا رومی نے اپنا خطاب جاری رکھنا چاہا کہ اچانک کتابوں میں آگ لگ گئی۔ مولانا نے حیرت سے اجنبی کی طرف دیکھا اور پوچھا یہ کیا ہے؟ اجنبی نے مولانا کے وہی الفاظ لوٹا دیے کہ یہ وہ ہے جسے تم نہیں جانتے۔ یہ کہہ کر اجنبی چپکے سے روانہ ہو گیا[۶]۔ یہ اجنبی حضرت شمس تبریزیؒ تھے جنہوں نے ایک جملے میں مولانا روم کو علم کی چکا چوند سے نکال کر معرفت کی وادی میں داخل کر دیا۔ علم کے ساتھ معرفت کے حصول کے بعد مولانا کی حقیقت تک رسائی ممکن ہوئی اور یہی انسانیت کی معراج ہے، لیونارڈو کا مادہ پرستی پر مبنی فلسفہ مغرب کو کبھی بھی اس معراج تک نہیں لے جا سکتا۔ عشقی اپنی نظم میں اسی نُورِ معرفت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

یاد از آن عہدی کہ در مشرق، تمدّن باب بُود
وز کرانِ شرق، نورِ معرفت پر تاب بُود

(ترجمہ) وہ عہد یاد کرو جب مشرق میں تہذیب وتمدن کا دور دورا تھا اور مشرق کے اُفق سے معرفت کا نور پھوٹتا تھا۔

مشرق کی سرزمین کے تمدن کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے آیئے محسن انسانیت حضرت محمدﷺ کی بارگاہ کا ایک منظر دیکھتے ہیں۔ جہاں پر جنگ کے بعد طی قبیلے کی ایک لڑکی کو لایا گیا جس کا سر ننگا، پاؤں میں زنجیر اور گردن شرم سے جھکی ہوئی تھی۔ آپﷺ نے اپنی چادر مبارک سے اس کا سر ڈھکا اور نہایت احترام کے ساتھ اسے یمن روانہ کر دیا۔ ۷ میں جب بھی اس واقعے کے بارے میں سوچتا ہوں میرا دل چاہتا ہے کہ اہلِ مغرب سے پوچھوں کے آپ کے ہاں بھی رواداری اور برداشت کی کوئی ایسی مثال ہے؟ مجھے تو جواب میں ''گوانتانا موبے'' اور ''ابوغریب جیل'' سے دم توڑتی ہوئی انسانیت کی چیخ و پکار کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا۔

اس نظم کے آخر میں عشقی نے بجا طور پر مشرق زمین سے انسانی فلاح کی امیّد باندھی ہے کیونکہ چند سال پہلے تہذیبوں کے درمیان مکالمے کی آواز سابق ایرانی صدر محمد خاتمی کی طرف سے بلند کی گئی ہے اور صرف مشرق کے پاس صوفیاء کا وہ مذہب ہے جو تمام اانسانیت کو سینے سے لگانے کی ترغیب دیتا ہے۔

عشقی کہتا ہے:

وارم امیّد آنکہ، گر شرقی بیابد اقتدار
از پی آسایشِ خلق، اقتدار آید بکار

(ترجمہ) مجھے اُمید ہے کہ جب اقتدار اہلِ مشرق کے پاس ہوگا تو یہ اقتدار عام لوگوں کی آسایش کے کام آئے گا۔

عشقی کی زیرِنظر نظم ''خیر گی بنگر'' کا فارسی متن اُردو ترجمے کے ساتھ ملاحظہ ہو:

خیر گی بنگر کہ در مغرب زمین غوغا بپاست
این ھمی گوید کہ ایران از من، آن گوید زماست
ای گروہ پاکِ مشرق، ہند و ایران ترک و چین
بر سرِ مشرق زمین شُد جنگ در مغرب زمین
در اروپا، آسیا را لقمہ ای پنداشتند
ھریک اندر خوردنش، چنگالھا بر داشتند
بی خبر کاخر نگنجد، کوہ در حلقومِ کاہ
گر کہ این لقمہ فرو بردند، رُوی من سیاہ

یاد از آنعهدی کہ در مشرق، تمدّن باب بُود
از کرانِ شرق، نورِ معرفت پُر تاب بُود
یاد شان رفته، همان هنگام، در مغرب زمین
مردی بُودند همچون جانور جنگل نشین
از همین رُو، گله گله میچریدندی گیاه
خیز ای مشرق زمینی، روزِ مغرب کن سیاه
تا نخوابد شرق، کی مغرب بر آید آفتاب
غرب را بیداری آنگه شد کہ شرقی شد بہ خواب
دارم اُمیّد آنکه، گر شرقی بیابد اقتدار
از پی آسایشِ خلق، اقتدار آید بکار
نی چو غربی آدمی را رانده از هر کا کنند
آدمی و آدمیّت را چنین رسوا کنند
بعد از این باید نماند هیچ کس در بندگی
هر کسی از بهرِ خود زنده است و دارد زندگی

(ترجمہ) بیہودگی دیکھو کہ مغرب کی سرزمین پر شور برپا ہے۔کوئی کہہ رہا ہے کہ ایران میرا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے کہ میرا ہے۔اے سرزمین مشرق کے ہندوستانی، ایرانی ترک اور چینی باشندو۔مشرق کی سرزمین کے لیے مغرب میں جنگ ہو رہی ہے۔یورپ میں یا ایشیا کو تر نوالہ سمجھا گیا ہے۔ہر کسی نے اُس کو نگلنے کے لیے پنجے تیار کیے ہوئے ہیں۔وہ سب بے خبر ہیں کہ پہاڑ گھاس کے حلق نہیں سما سکتا۔اگر یہ لقمہ نگل لیں تو میرا منہ کالا ہو۔وہ عہد یاد کرو جب مشرق میں تہذیب و تمدن کا دور دورا تھا۔اور مشرق کے افق سے نورِ معرفت پھوٹتا تھا۔وہ بھول گئے ہیں کہ اسی دوران مغرب کی سرزمین پر لوگ جنگلی جانوروں کی طرح رہتے تھے۔اسی لیے وہ ریوڑوں کی صورت میں گھاس چرا کرتے تھے۔ اے مشرق کے رہنے والو، اٹھو اور مغرب کا عہد تاریک کر دو۔جب تک مشرق نہ سوئے، مغرب کا سورج کیسے طلوع ہو سکتا ہے۔اہلِ مغرب تب بیدار ہوتے ہیں جب اہلِ مشرق سو جاتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ جب اقتدار اہلِ مشرق کے پاس ہو گا۔تو یہ اقتدار عام لوگوں کی آسایش کے کام آئے گا۔اہلِ مغرب کی مانند عام آدمی کو ہر جگہ سے دھتکارا نہیں جائے گا۔آدمی اور آدمیّت کو اس طرح سے رسوا نہیں کیا جائے گا۔اس کے بعد کوئی کسی کی غلامی میں نہیں رہے گا۔ہر کوئی اپنی زندگی جئے گا اور اپنے لیے زندہ رہے گا۔

حواشی:

۱۔ کوروش، سیّد ھادی حائری، کلیات مصور میر زادۂ عشقی، (۱۳۷۵ش، تہران) ص ۱۹۔۲۰
۲۔ محمد قائد، میر زادۂ عشقی، (۱۳۷۷ش تہران)، ص ۲۹
۳۔ ولیم میک گاگی، انسانی تہذیب کے پانچ دور (ترجمہ حسن عابدی)(۲۰۰۵ء، لاہور) ص ۳۰۹
۴۔ ایضاً، ص ۲۲۶
۵۔ مبارک حسین، سیّد، ارتقائے تمدن، (۱۹۵۹ء، حید آباد)، ص ۷۵۸
۶۔ افضل اقبال، ڈاکٹر، مولانا رومی، حیات و افکار، (۱۹۹۱ء، لاہور)، ص ۱۱۹
۷۔ شبلی نعمانی، سلیمان ندوی، سیرۃ النبی جلد اوّل، بی تا، لاہور، ص ۳۴۹

مآخذ:

۱۔ افضل اقبال، ڈاکٹر، مولانا رومی، حیات و افکار، لاہور، ۱۹۹۱ء۔
۲۔ شبلی نعمانی، سلیمان ندوی، سیرۃ النبی جلد اوّل، لاہور۔
۳۔ کوروش، سیّد ھادی حائری، کلیات مصور میر زادئہ عشقی، تہران، ۱۳۷۵ش۔
۴۔ مبارک حسین، سیّد، ارتقائے تمدن، حیدر آباد، ۱۹۵۹ء۔
۵۔ محمد قائد، میر زادئہ عشقی، تہران، ۱۳۷۷ش۔
۶۔ ولیم میک گاگی، انسانی تہذیب کے پانچ دور، ترجمہ: حسن عابدی، لاہور، ۲۰۰۵ء۔

☆☆☆